ہم آپ کے ہیں کون؟

نیر زیدی

پاکستانی عوام کو یہ سوال ۱۹۶۰ء کی دھائی میں کرنا چاہیے تھا جب روس پر امریکی جاسوس U-2 کو مار گرایا گیا تھا اور پاکستانی عوام کو پتہ چلا تھا کہ یہ پروازیں پشاور میں، بڈھ بیر میں، امریکی فوجی اڈے سے ہوئی تھیں۔ سوویت یونین کے وزیر اعظم خروشیف نے نقشے پر پشاور کے گرد سرخ نشان لگا کر دھمکی دی تھی کہ وہ اس شہر کو نیست و نابود کر دیں گے۔

یہاں ۱۱ مئی کو امریکیوں کا اپنا غیر مسلح مُنّا سا سیسنا طیارہ چند سیکنڈ کے لیے کانگریس کی عمارت سے ۱۰ میل دور آ گیا تھا تو ان سورماؤں میں ایسی بھگدڑ مچی کہ جیسے روز محشر ہو۔ نائب صدر اپنی لمبی سیڈان میں فرار ہو گئے۔ سپریم کورٹ کے جج صاحبان زیر زمین پناہ گاہوں میں تھرتھرا رہے تھے۔ خاتون اول کو نہ جانے کہاں سے بچایا گیا تھا اور اراکین کانگریس اور اسٹاف سڑکوں پر پریشان حال تھے۔

لیکن جب ایک ایٹمی پاور نے پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی دھمکی دی تو امریکا نے حکمرانوں سے کہا ہوگا کہ اپنے عوام کی جان خطرے میں ڈالنے کی آپ کو قیمت ادا کر دی گئی۔ آپ کے اور اہل خانہ کے لیے امریکا میں انتظام کر دیا جائے گا۔

پاکستانی عوام کو یہ سوال ۱۹۶۵ء میں اس وقت کرنا چاہیے تھا، جب خروشیف کے اتحادی بھارت نے، پاکستان پر حملہ کیا اور پاکستان کے لیے امریکی فالتو پرزے بند کر دیئے گئے تھے اور امریکی مفادات کے لیے پاکستانیوں کی جان خطرے میں ڈالنے والے فیلڈ مارشل ایوب خان کو ایک ذلت آمیز جنگ بندی قبول کرنا پڑی تھی۔ پھر ۱۹۷۱ء کی جنگ میں سوویت یونین نے بھارت کی بھرپور خصوصی امداد کی، اور امریکی، ملک کے دولخت ہونے کو اس لیے حق بجانب قرار دیتے رہے کہ پاکستانی آرمی نے مشرقی پاکستان میں مبینہ طور پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کی تھیں۔

صدر ریگین نے ۱۹۸۱ء میں صرف تین ارب ڈالر کے عوض، پورے پاکستان کو جہنم میں ڈالنے کی پیش کش کی۔ اس امداد کا زیادہ تر حصہ چالیس لڑاکا طیارے خریدنے میں چلا گیا، جن کے آنے کے تین برس بعد ان کے فالتو پرزے بند کر دیئے گئے۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکا نے پھر مطالبہ کیا کہ پاکستانی عوام ایک بار پھر اپنے ملک کو خطرے میں ڈالیں۔ ۱۹۸۱ء میں تین ارب ڈالر کی قوتِ خرید کیا تھی اور ۲۰۰۵ء میں کیا ہے؟ پورا امدادی پیکج ۲۰۰۵ء کے مالی سال سے مزید پانچ سال کے

لیے ہے لیکن ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۵ء تک صرف افرادی قوت اور زمین کا کرایہ ادا کیا گیا۔ چنانچہ تین ارب ڈالر کی یہ امداد تقریباً تین سو پچاس ملین سالانہ ہے، لیکن سرکاری ریاضی دان بتائیں گے کہ چھ سو ملین ہے۔

صدر پرویز مشرف نے ۱۱ ستمبر کے بعد سے یہ مطالبہ شروع کر دیا تھا کہ پاکستان کو F-16 طیارے ملنے چاہیں۔ ۲۰۰۳ء میں جب کیمپ ڈیوڈ میں صدر مشرف اور صدر بش کی مشترکہ پریس کانفرنس ہوئی تو پاکستان کے قابل اعتماد صحافیوں کو جو سوالات دیئے گئے، ان میں یہ سوال بھی تھا کہ F-16 کب ملیں گے اور صدر بش کا نخرہ تھا کہ ''میں نہ مانوں''۔ ہم نے سوچا کہ F-16 ملنا مشکل ہے لیکن ہمیں وہ کچھ نہیں معلوم تھا جو سوال کرنے والوں کو معلوم تھا۔ گزشتہ ماہ بھارت اور پاکستان کے دورے سے واپس آنے کے بعد وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس نے پاکستان کو F-16 فروخت کرنے کا اعلان کیا۔ پاکستانیوں سے جب پوچھا کہ کتنے خریدیں گے تو پتہ چلا کہ ملکی دفاع میں قناعت پسندی کے نئے رجحان کے مطابق صرف 20 طیارے خریدے جائیں گے جن کی قیمت ۱۸ ملین ڈالر فی طیارہ ہوگی یعنی ۲۰ طیاروں کا سودا تین سو ساٹھ ملین میں ہوگا۔

پاکستانی خوش ہیں کہ امریکا نے ان کی دوستی کی قدر کرتے ہوئے بالآخر F-16 فروخت کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہیں، حالاں کہ جہاں تک لڑاکا طیاروں کی ٹیکنالوجی کا تعلق ہے F-16 کی ٹیکنالوجی اب فرسودہ ہو چکی ہے اور اسے ریٹائر کیا جا رہا ہے۔ یہ طیارہ ۱۹۷۸ء میں امریکی فضائیہ میں متعارف ہوا تھا۔ اب امریکی فضائیہ اور تمام غیر ملکی خریداروں نے مزید F-16 طیارے نہ خریدنے کا فیصلہ کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ صدر بش کی رہائشی ریاست میں F-16 بنانے والی فیکٹری نے گزشتہ برس سے ملازمتوں کی کٹوتی شروع کر دی تھی۔ وہاں ۵۸۰۰ نوکریاں جنوری ۲۰۰۴ء میں کم کر کے صرف ۵۰۰ کر دی گئی تھیں۔ اگر مزید آرڈر نہ آتے تو فورٹ ورتھ میں یہ فیکٹری ۲۰۰۸ء میں بند ہو جاتی لیکن ۲۰۰۸ء صدارتی انتخاب کا سال ہے۔ صدارتی انتخابی سال میں فیکٹریاں بند نہیں کی جاتیں، ملازمتوں میں کٹوتی نہیں ہوتی۔

لیکن آرڈر کون دے؟ امریکی فضائیہ اب نئی نسل کی ٹیکنالوجی کے طیارے خریدے گی۔ نہتے سو ملین عوام پر پرانی ٹیکنالوجی کے طیاروں سے وحشیانہ بمباری سے دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ وہ اب ۳۵ ملین ڈالر کا ایک نیا طیارہ بنا رہے ہیں جو ناٹو ممالک استعمال کریں گے۔ اس کے علاوہ F-18A جو F-16 سے بہتر ہے وہ خریدا جائے گا۔ اسرائیل کے پاس پہلے ۳۱۲، ترکی کے پاس ۲۴۰، مصر کے پاس ۲۲۰ حتیٰ کہ متحدہ عرب امارت کے پاس بھی ۸۰ طیارے موجود ہیں۔ یہ لوگ اپنے پرانے طیارے نکالنے کے چکر میں ہیں۔ غالباً اسی حوالے سے کسی وزیر نے کہا تھا کہ پاکستان کو پرانے طیارے مفت میں مل سکتے ہیں۔ پاکستان ۲۰ طیاروں کا جو آرڈر دے گا اس سے ٹیکساس کی فیکٹری ۲۰۰۹ء تک کھلی رہے گی، جب کہ انتخاب نومبر ۲۰۰۸ء میں ہوگا۔ کیا پاکستانیوں کو علم تھا کہ صرف ان کے آرڈر سے یہ فیکٹری ۲۰۰۹ء تک اپنا کام جاری رکھ سکے گی جس سے صدر بش کو فائدہ پہنچے گا؟ کیوں نہ ۱۰۰ طیارے خریدنے کی کوشش کی جائے اور وہ بھی

۱۸ملین ڈالر سے کم قیمت پر۔۲۰ طیاروں سے تو ہم ۱۹۸۴ء کی سطح یعنی ۴۰ طیاروں پر واپس آجائیں گے۔میں دفاعی سوچ سے ناواقف ہوں، شاید نرم سرحدوں کے بعد ہتھیاروں کی ضرورت نہ رہے، لیکن پاکستان کو بھارت کے خلاف حقیقی موثر دفاع کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں یہ نئے طیارے ملنے سے پہلے ہی پاکستان پر ایٹمی بلیک مارکیٹ کے حوالے سے پابندیاں لگ جائیں گی۔۲۰۱۰ء تک دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی۔F-16 کی فروخت کے بارے میں ایک بھارت نواز امریکی اسکالر نے کہا تھا کہ ''اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔سوال صرف یہ ہے کہ بھارت ایک روز میں پاکستانی فضائیہ کا صفایا کرتا ہے یا دو روز میں''۔تو پاکستانیوں کو یہ سوال کرنا چاہیے کہ کیا یہ طیارے جارج بش کی ریاست میں روزگار برقرار رکھنے کے لیے خریدے جارہے ہیں، یا ملک کی فضائی دفاع کو مضبوط کرنے کے لیے؟ کیا صرف ۴۰ ایف 16 طیاروں سے جن میں ۲۰ یقیناً ۲۰ برس پرانے ہیں ملک کا دفاع مضبوط ہوسکتا ہے؟

لگتا ہے بڈھ بیر سے اڑنے والے U-2 سے لے کر F-16 کی خریداری تک ہر چیز امریکا کے مفاد میں چلی آرہی ہے۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو پاکستان کو سیٹی بجا کر بلا لیتے ہیں، جب کام نکل جاتا ہے، دھتکار دیتے ہیں اور اب یہ پوچھنے کا وقت نکل گیا ہے کہ ''ہم آپ کے ہیں کون'' کیوں کہ اس کا جواب بذریعہ واشنگٹن ٹائمز آچکا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

اقوال

☆—انسان کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے تو اس کے معاوضہ کے لیے سالہا سال تک تیار نہیں ہوتا لیکن اگر اس کے ساتھ برائی کی جائے تو جلد از جلد انتقام لینے کو دوڑتا ہے۔

☆—بیشک دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں کہ جب ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری ناخوش ہوجاتی ہے۔

☆—ایسے مفلس کو غرق کردینا چاہیے جو افلاس کے باوجود خدا کی عبادت نہ کرے۔

☆—میں مردہ کو زندہ کرنے سے عاجز نہیں ہوا لیکن احمق کی اصلاح سے عاجز آگیا۔

☆—بدن کا چراغ آنکھ ہے، پس اگر تمہاری آنکھ درست ہو تو سارا بدن روشن ہوگا اور اگر آنکھ تاریک ہو تو تمہارا سارا بدن تاریک ہوگا۔

☆—آنکھیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔جسمانی آنکھ جو انسان و حیوان دونوں کو حاصل ہے۔اس کا فعل صرف دیکھنا ہے۔عقلی آنکھ بصیرت کہلاتی ہے جو صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہے،اور ایمانی آنکھ خدا پرستوں کی ملکیت ہے جو دنیا کے علاوہ عالم بالا کا بھی نظارہ کرتی ہے۔

☆—اگر پہاڑ کو سرکانے کا ''ارادہ'' ہے تو پہلے ذروں کو سرکانا سیکھو۔

☆—ایمان دار آدمی کو شایاں نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے یعنی اس بلا میں ہاتھ ڈالے جس کے مقابلہ کی اسے طاقت نہ ہو۔

☆— تین آدمی میرے دوست ہیں ایک وہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے، دوسرا وہ جو مجھ سے نفرت کرتا ہے، تیسرا وہ جو مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا، کیونکہ پہلا محبت کا سبق، دوسرا احتیاط کا اور تیسرا خود اعتباری کا سبق دیتا ہے۔ (بحوالہ خزینہ)